موزوں پر مسح کا حکم

مولانا محمد رفعت

عن المغيرة قال مسح رسول الله صلى الله عليه وسلم على الخفين فقلت يارسول الله نسيت قال بل انت نسيت بهذا امر ربى عز وجل. (رواہ احمد وابوداؤد)

موزہ پر مسح کا ثبوت:

مسئلہ: موزہ پر مسح کا جائز ہونا احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے، تقریباً اسی جلیل القدر صحابہؓ بیان کرنے والے ہیں کہ خود جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح فرمایا، اور اجازت دی ہے اور اجماع و اتفاق مسلمین اور تواتر سے یہی ثابت ہے اور اس کا منکر خارجِ اہل سنت و جماعت ہے۔ (طہور المسلمین، ص ۳۴، وفتاویٰ دارالعلوم ص ۲۷۴، جلد اول بحوالہ درمختار ص ۲۴۵، جلد اول باب المسح علی الخفین۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو نصب الرایہ ص ۱۸۴، جلد اول و معارف السنن، شرح ترمذی ص ۳۴۸، جلد اول و کتاب الفقہ ص ۲۱۹، جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم مع امداد المفتیین، ص ۲۱۱، جلد ۲)

مسئلہ: موزوں پر مسح کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ ثبوت اس کا سنت مشہورہ سے ہے اور راوی حدیث موزوں پر مسح کے اسی صحابہ سے زیادہ ہیں، اور ان میں عشرۂ مبشرہ بھی ہیں۔ (فتاوی دارالعلوم ص ۲۷۴، جلد اول و درمختار ص ۲۴۵، جلد اول)

موزوں پر مسح جائز ہے:

مسئلہ: جو شخص (چمڑے کے) موزے پہنے ہوئے ہو، اور وضو کرنا چاہتا ہو تو وضو کے وقت پیروں سے ان موزوں کو اتار کر پیروں کا دھونا اس پر فرض نہیں، اس کو اجازت ہے کہ وضو میں پیروں کے دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کر لے۔ (مظاہر حق، ص ۴۶۲، جلد اول)

مسئلہ: اگر کوئی دوسرے آدمی سے موزوں پر مسح کرائے تو درست ہے مگر نیت وہ کرے جس کے موزہ پر مسح ہو۔ (رکن دین، ص ۲۷، بحوالہ عالمگیری)

☆ الضرورات تبيح المحظورات ☆ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں ☆

کیا موزوں پر مسح آیت قرآنی کے خلاف ہے؟

موزوں پر مسح کرنا بکثرت صحیح حدیثوں سے جو تواتر (جس کی سندیں بکثرت ہوں) کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں، ثابت ہے۔

کتاب ''استذکار'' میں ہے کہ موزوں پر مسح کرنے کی احادیث کو تقریباً چالیس صحابہؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، اور حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ستر صحابیوں نے مجھ سے بیان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا۔

پس منجملہ احادیث صحیحہ ے جو اس بارے میں آئی ہیں، حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جس کو ائمہ ستہ نے حضرت اعمشؒ سے روایت کیا، انہوں نے ابراہیمؒ سے اور انہوں نے ہمامؒ سے اور انہوں نے جریرؓ سے روایت کیا کہ حضرت جریرؓ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کرلیا۔ جب لوگوں نے کہا کہ ''آپ اسطرح (مسح) کیا کرتے ہیں؟'' انہوں نے فرمایا: ''ہاں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور ﷺ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کرلیا۔

امام زیلعیؒ نے اس حدیث کا ذکر اپنی کتاب ''نصب الرایہ'' میں کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث محدثین کو بہت پسند تھی، اس واسطے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سورۃ مائدہ (پارہ نمبر ۶) کے نازل ہونے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ سورۂ مائدہ وہ صورت ہے جس میں پانی سے وضو کرنے کا حکم نازل ہوا ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ الخ (پارہ نمبر ۶، سورہ مائدہ)

(یعنی اے مسلمانو! جب نماز پڑھنے کو ہو تو اپنے چہروں کو اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولیا کرو، اور اپنے سروں کا مسح کیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھویا کرو)۔

یہ آیت صراحتاً دونوں پیروں کا پانی سے دھونا ضروری قرار دیتی ہے، لیکن بکثرت احادیث صحیحہ اس کے خلاف ہیں اور یہ حدیثیں اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کی ہیں۔ لہٰذا ان احادیث سے یہ امر مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاؤں کا دھونا اس صورت میں فرض کیا ہے جب کہ موزہ (چمڑے کا یا ایسی ہی قسم کا) نہ پہن رکھا ہو۔ اگر پاؤں میں موزہ (شرائط والا) ہو تو دھونا

فرض نہیں ہے، بلکہ دھونے کی بجائے موزوں پر مسح کرنا فرض ہے۔ ایسی احادیث کے منجملہ وہ حدیث ہے جو امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے نکلے اور حضرت مغیرہؓ ایک چرمی ظروف (چمڑے کا بنا ہوا برتن) میں پانی لے کر آپ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ پھر جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو حضرت مغیرہؓ نے پانی ڈالا (یعنی وضو کرایا)، اور آپ ؐ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور حدیث حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا تو میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے موزے اتار دوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انہیں رہنے دو، میں نے پاؤں پاک کر کے (یعنی وضو کر کے) ان میں ڈالے تھے۔'' پھر آپ ؐ نے اس کے اوپر ہی مسح کر لیا۔ اسی طرح کی اور بھی صحیح احادیث ہیں جن کو بخاریؒ، مسلمؒ اور دوسرے راویانِ احادیث صحیحہ نے روایت کیا ہے۔ (کتاب الفقہ، ص ۲۲۰، ج ۱)

مشتبہ موزوں کا حکم:

خفین پہننے کی صورت میں احادیث متواترہ سے ثابت ہو گیا کہ مسح بھی کافی ہے، اب اس حکم کو خفین سے متجاوز کر کے جرابوں (عام موزوں) میں جاری کرنا بھی اسی شرط کے ساتھ ہونا چاہیئے کہ ان جرابوں کا بحکم خفین ہونا اور تمام شرائط خفین کا ان میں متحقق ہونا یقینی طور پر ثابت ہو جائے اور جس جراب میں شک رہے کہ وہ بحکم خفین ہے یا نہیں اور شرائط خفین اس میں متحقق ہیں یا نہیں۔ اُس پر مسح کی اجازت نہ دی جائے بقاعدہ الیقین لا یزول بشک (فریضہ اصلی پاؤں کا دھونا ہے، مشتبہ چیز کے لئے چھوڑا نہیں جا سکتا ہے) اور اسی احتیاط کی بناء پر حضرت امام مالکؒ اور امام افعیؒ نے ثخین جرابوں پر بھی جواز مسح کے لئے پورا مجلد ہونا شرط قرار دیا ہے۔ منعل کو کافی نہیں سمجھا امام اعظمؒ کے اصل مذہب میں روایت حسن سے بھی یہی ہے کہ ثخین (اتنا موٹا موزہ جس سے پانی نہ چھنے) کو جب تک پورا مجلد کعبین (ٹخنوں) تک نہ کیا جائے، اس وقت تک مسح جائز نہیں (امداد المفتین، ص ۲۰۷، جلد اول البدایہ، ص ۵۷)

☆ العادة محكمة ☆ عادت کو حکم بنایا گیا ہے یعنی فیصلہ عرف کے مطابق ہوگا

مسح علی الخفین کی حقیقت:

''مسح علی الخفین'' عربی زبان میں ''خف'' کے معنی موزہ کے آتے ہیں۔ تثنیہ کا صیغہ (لفظ خفین) اس لئے بولا گیا ہے کہ بلاعذر صرف ایک موزہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہوتا ہے۔

موزہ کو ''خف'' اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں مسح کرنے والے کے لئے خفت یعنی ہلکا پن ہے، دھونے کے اعتبار سے مسح سہل ہے، پروردگارِ عالم کو معلوم تھا کہ موزہ میں یہ سہولت ہوگی اور زبانِ نبویؐ سے اس کا اعلان ہوگا۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ موزوں پر مسح کی سہولت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ (درمختار، ص ۳۲، جلد ۳)

اصطلاح شریعت میں خف کسے کہتے ہیں:

شریعت میں خف اس چیز کو کہتے ہیں جو چمڑے یا چمڑے جیسی چیز سے بنایا جائے جو ٹخنوں تک یا پنڈلی تک ڈھانک لے، یعنی چھپالے، اور پاؤں سے متصل ہو اور اس میں پانی نہ چھن سکے۔ (معارف السنن، ص ۳۲۱، جلد اول)

خف کا ترجمہ عام موزہ نہیں ہے۔ (فیض الباری، ص ۳۰۲، جلد اول)

(اصطلاحِ شریعت میں خف کا ترجمہ یا اس کی مراد عام موزہ نہیں ہے، اور ہر قسم اور ہر نوع کے موزہ کو خف نہیں کہا جاتا، بلکہ چمڑے یا اس جیسی چیز کا مخصوص شرائط کے ساتھ ہو، اس کو ''خف'' کہتے ہیں۔ کسی بھی محدث یا فقیہہ نے ''خف'' سے مراد ہر قسم کا موزہ نہیں لیا ہے۔

موزوں پر مسح کی تعریف:

مسح کے معنی لغت کی رو سے ''کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا'' چنانچہ اگر کوئی شخص کسی چیز پر ہاتھ پھیرے تو کہتے ہیں کہ ''مسح علیہ'' (یعنی اُس نے فلاں شے (چیز) پر مسح کیا)۔ شریعت کی اصطلاح میں مسح سے مراد تری پہنچانا ہے۔ یہاں ''تری پہنچانے'' کا مقصد موزوں کو خاص طریقے سے جو آئندہ بیان کردہ شرائط کے مطابق ہو، معینہ وقت میں تری پہنچانا ہے۔

بنیادی طور پر موزوں کے اوپر مسح کرنا ایک امر جائز ہے، یعنی شارع علیہ السلام نے مردوں اور عورتوں کو اجازت دی ہے کہ سفر اور حضر میں موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔ یہ حکم (درل) ایک رخصت ہے جو شارع علیہ السلام نے مکلف اشخاص کے لئے روا رکھی ہے رخصت ۔ یعنی

ماجاز لعذر بطل بزوالہ ☆ جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہو عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہوجائے گا

لغت میں سہولت (آسانی) کے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں وہ امر ہے جو کسی دلیل شرعی سے ہٹ کر ایک اور دلیل سے جو اس کے مقابل کی ہو، ثابت ہو۔ اس کے مقابلے میں "عزیمت" کا لفظ ہے یعنی وہ امر جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو۔

موزوں پر مسح کرنا کبھی واجب ہو جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اگر موزے کو اتار کر پیر دھونے میں نماز کا وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں فرض ہو جاتا ہے کہ (وضو میں پیر دھونے کی بجائے) موزے پر مسح کر لیا جائے۔

اسی طرح نماز کے علاوہ کوئی اور فرض، مثلاً "وقوف عرفہ" (یعنی حج کے موقع پر عرفات میں ٹھہرنے کا فریضہ) فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو یہ (مسح) فرض ہو جاتا ہے کہ موزہ نہ اتارا جائے (بلکہ اسی پر مسح کر لیا جائے)۔

اسی طرح اگر اتنا پانی نہ ہو جو پیروں کو دھونے کے لئے کافی ہو سکے تو واجب ہے کہ موزوں پر مسح کر لیا جائے۔ ان صورتوں کے علاوہ موزوں پر مسح کرنا محض رخصت یا امر جائز ہے اور (یہ تو ظاہر ہے کہ) پیر کو دھونا مسح کرنے سے بہتر ہے (کتاب الفقہ، ج ۱، ص ۲۱۷ تا ۲۱۸)

موزوں پر مسح کرنے میں آنحضرت ﷺ کا عمل:

موزوں پر مسح کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل کیا تھا؟ اس کے متعلق سفر السعادات کے مصنفؒ نے لکھا ہے کہ:

> "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تکلف سے خالی تھا، یعنی دونوں میں سے کسی ایک خاص صورت کا اہتمام اور تکلف نہیں فرماتے تھے۔ اگر موزہ پہنے ہوتے تو پیروں کو دھونے کے لئے موزوں کو اتارتے نہیں تھے، اور اگر موزہ نہ پہنے ہوتے تو محض مسح کرنے کی غرض سے موزہ نہیں پہنتے تھے۔"

اچھی بات یہی ہے معلوم ہوتی ہے کہ سنت نبوی ﷺ ہی کی "اتباع" کی جائے، یعنی موزوں پر مسح کے سلسلہ میں وہی "تکلف سے خالی" صورتِ عمل اختیار کی جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں تھی۔ (مظاہر حق، ص ۴۶۳، جلد اول)

مسئلہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے موزوں پر مسح فرمایا ہے۔

موزوں پر مسح کرنے میں امام اعظمؒ کا قول:

مسئلہ: وضو میں موزوں پر مسح کرنا ''رخصت'' یعنی آسانی پر عمل کرنا ہے، جب کہ موزوں پر مسح کے بجائے، پیروں کا دھونا ''عزیمت'' یعنی اولیٰ ہے۔

دراصل وضو کے وقت موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا جو ایک طرح کی (سرد ملک یا سردی کے زمانہ میں) ''مشقت'' رکھتا ہے، اس کے پیش نظر شارع علیہ السلام نے محض اپنے لطف و کرم سے امت کو موزوں پر مسح کر لینے کی آسانی عطا فرمائی جو درحقیقت اس امت پر بہت بڑا احسان و انعام ہے۔ جو بھی شخص امت محمدیہ ﷺ کا فرد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ اگر اس احسان و انعام کا انکار کرے تو اس سے بڑا ناقدرا اور ناشکرا کون ہوسکتا ہے؟

ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو شخص موزوں پر مسح کا قائل نہ ہو وہ ''بدعتی'' ہے، اور جو شخص قائل تو ہو لیکن ''عزیمت'' (اولیٰ و افضل) پر عمل کرنے کے قصد سے موزوں پر مسح نہ کرے (بلکہ پیروں کو دھوئے) تو اس کو ثواب ملتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میں موزوں پر مسح کا قائل اُس وقت تک نہیں ہوا، جب تک کہ اس کے متعلق حدیثیں روزِ روشن کی طرح مجھ پر آشکار نہیں ہوگئیں۔ (مظاہر حق، ص ۴۶۲، جلد اول و درمختار، ص ۳۵، جلد اول)

مسئلہ: مسح علی الخفین جائز ہے، انکار کرنا اس کا فسق ہے، موزے نکال کر پاؤں دھونا افضل ہے، البتہ اگر کسی ایسے مجمع میں ہو جہاں مسح علی الخفین کو جائز نہیں سمجھتے ہوں تو وہاں مسح کرنا افضل ہے۔ (امداد المفتین، ص ۲۰۴، جلد اول، بحوالہ درمختار، ص ۲۴۳، جلد اول)

مسح کے منکر کا حکم؟

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے عرض کیا کہ اہل سنت و جماعت کی علامت بتلایئے؟

امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو تمام صحابہ کرامؓ سے افضل سمجھنا اور حضرت علی و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے محبت و اعتقاد رکھنا اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا، موزہ پر مسح کا منکر خارج از اہل سنت و جماعت ہے۔ (طہور المسلمین، ص ۴۴)

☆ ما حرم اخذه حرم اعطاؤه ☆ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ ☆

موزوں پر مسح کا راز:

چونکہ وضو کا اُن اعضائے ظاہرہ کے دھونے پر مدار تھا جو جلد گرد و غبار میں آلودہ ہوتے رہتے ہیں اور پھر موزوں کے پہننے سے (پاؤں) اعضائے باطنیہ میں داخل ہو جاتے ہیں اور عرب میں موزوں کے پہننے کا بہت دستور تھا اور ہر نماز کے وقت ان کے اتارنے میں ایک قسم کی دقت تھی، اس واسطے فی الجملہ اُن کے پہننے کی حالت میں ان کا دھونا ساقط کر دیا گیا۔ اور حکم دیا گیا کہ موزے کے اوپر مسح کیا کریں تا کہ پیروں کا دھونا یاد آ جائے۔ مسح پیروں کے دھونے کا ایک نمونہ ہے اور اس کے سوا اور کچھ مقصود نہیں۔ (اسرار شریعت، ص ۷۹، جلد اول)

موزوں کے نیچے جانب مسح نہ ہونے کی وجہ؟

اگر مسح موزہ کے نیچے کی جانب مشروع ہوتا تو بڑا حرج تھا، کیونکہ نیچے کی جانب مسح کرنے میں زمین پر چلتے وقت موزوں کے گرد سے آلودہ ہونے کا گمان غالب ہے۔ (اسرارِ شریعت، ص ۸۰، جلد اول)

شریعت نے نفس کو آزاد نہیں چھوڑا:

چونکہ وضو کا ان اعضائے ظاہرہ کے دھونے پر مدار تھا جو جلد از جلد گرد و غابر میں آلودہ ہوتے رہتے ہیں، اور چونکہ پیر موزوں کے پہننے سے اعضائے باطنہ میں داخل ہو جاتے ہیں، اور عرب میں موزوں کے پہننے کا دستور تھا اور ہر نماز کے وقت ان کے اتارنے میں ایک قسم کی دقت تھی، اس واسطے فی الجملہ ان کے پہننے کی حالت میں ان کا دھونا ساقط کر دیا گیا۔ تیسیر (آسانی) میں یہ بات داخل ہے کہ جہاں آسانی کر دی گئی ہے وہاں کوئی ایسی چیز جس کی وجہ سے نفس کو عبادتِ مطلوبہ کے ترک کرنے میں مطلق العنانی نہ ہو جائے مقرر کر دی جائے، لہٰذا شارعؑ نے اس بات کے حاصل کرنے کے لئے تین باتیں اس کے ساتھ مقرر کر دیں، ایک تو مسح کی مدت، مقیم کے لئے ایک دن رات اور مسافر کے لئے تین دن رات مقرر فرمائے، اس لئے کہ ایک دن کی ایسی مدت ہے کہ اس کا انتظام و التزام ہو سکتا ہے۔

بہت سی چیزوں کا جن کا التزام کرنا چاہتے ہیں اس مدت کے ساتھ ان کا التزام رکھتے

☆اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام☆جب حلال و حرام جمع ہو جائیں تو حرام غالب ہو گا☆

ہیں، اور تین دن کی مدت بھی ایسی ہی ہے اور یہ دونوں باتیں مسافر اور مقیم پر ان کے دفع و تکلیف کے موافق تقسیم کر دی گئیں اور دوسری اس میں شارعؑ نے یہ شرط لگا دی کہ موزوں کو طہارت کا نقشہ جما رہے، اس لئے کہ موزوں کے پہننے کی حالت میں گرد و غبار کا اثر کم ہوتا ہے، اور اس طہارت کو اس طہارت پر قیاس کر لیتا ہے اور اس قسم کے قیاسات کا نفس کی تنبیہ میں پورا پورا اثر ہوتا ہے۔ اور تیسرے یہ حکم دے دیا کہ موزے کے اوپر مسح کیا کریں تا کہ پیروں کا دھونا یاد آ جائے اور یہ اس کے لئے بطور نمونہ کے ہو جائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ ''اگر دین میں عقل کو دخل ہوتا تو موزے کے تلے پر مسح کرنا اوپر کے مسح سے زیادہ مناسب تھا۔''

میں کہتا ہوں جب کہ مسح پیروں کے دھونے کا ایک نمونہ ہے اور اس سے اس کے سوا اور کچھ مقصود نہیں ہے اور نیچے کی جانب مسح کرنے میں زمین پر چلتے وقت موزوں کے ملوث ہونے کا گمان غالب ہے تو عقل کا مقتضی یہی ہے کہ اوپر کی جانب مسح کیا جائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسرار شرعی سے بڑے واقف تھے، جیسا کہ ان کے کلام اور ان کے خطبوں سے معلوم ہوتا ہے، مگر ان کا مقصود یہ تھا کہ دین میں لوگ دخل نہ دیں، ایسا نہ ہو کہ عوام الناس اپنا دین بگاڑ لیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ، ص ۲۸۰، جلد اول۔ و اسرارِ شریعت، ص ۸۰، جلد اول)

موزہ پر مسح میں عقل کو دخل نہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر دین میں عقل کو دخل ہوتا تو مسح کے لئے موزے کے نیچے کے حصے کو اوپر کے حصے پر ترجیح دی جاتی، مگر ہے یوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اپنے موزے کے اوپر کے حصے پر مسح کیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

تشریح: ''ترجیح دی جاتی'' یعنی موزے کا نچلا حصہ (تلوا) ہی چونکہ نجاست وغیرہ پر پڑتا ہے، اسلئے عقلاً یہی بات زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے کہ مسح کی صورت میں موزے کے اسی (نچلے) حصہ کی پاکی کی جائے، لیکن شریعت میں عقل کا کیا دخل۔ عام عقل تو درکنار، خاص اور کامل عقل تک کو شریعت کا تابع ہونا پڑتا ہے، جب وہ اللہ کی حکمتوں کی اصل تک پہنچنے اور حقائق کو جان لینے سے اپنے کو عاجز پاتی ہے۔ لہٰذا عاقل و دانا کو بہر صورت اور بہر نوع شریعت ہی کا اتباع کرنا چاہئے نہ کہ عقل کا۔

☆ اذا تعارض الحقوق قدم منہا المضیق ☆

کفار وملحدین اور اہل ہواء جو گمراہ ہیں اسی سبب سے گمراہ ہیں کہ انہوں نے عقل کا اتباع کیا اور نام نہاد عقلیت پسندی کا شکار ہو گئے۔ (مظاہر حق، ص ۴۶۸، جلد اول)

مسئلہ: موزے کا تلا (نچلا حصہ) جو زمین سے لگتا ہے، اس پر مسح جائز نہیں۔

(کتاب الفقہ، ص ۲۲۶، جلد اول)

عورت کے لئے موزہ پر مسح کرنا؟

مسئلہ: موزوں پر مسح مرد، عورت، خنثیٰ ان سب کے لئے جائز ہے۔ (درمختار، ص ۴۱، جلد اول)

مسئلہ: اس لئے کہ موزوں پر مسح جائز ہونے کے جو اسباب ہیں وہ دونوں میں برابر ہیں۔ (عالمگیری، ص ۷۰، جلد اول)

مسئلہ: حیض والی عورت اور جنابت والے مرد وعورت کے لئے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ یعنی جن مرد وعورت پر غسل واجب ہے خواہ حیض ونفاس یا ناپاکی کی وجہ سے فرض ہوا ہے اس کے واسطے مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ (اس لئے کہ ان سب کو تمام بدن کا دھونا لازم ہے اور مسح میں یہ بات حاصل نہیں ہوتی ہے۔ (درمختار، ص ۳۶، جلد اول)

مسئلہ: جن لوگوں پر غسل فرض ہے اور جنہیں جنبی کہا جاتا ہے ان کے مسح کی صورت کفایہ شرح ہدایہ میں یہ لکھی ہے کہ اس نے وضو کر کے چمڑے کا موزہ پہن لیا، پھر وہ ناپاک ہو گیا (حالت جنابت میں) تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ موزوں کو باندھ کر تمام بدن کو لیٹ کر دھوئے اور موزوں پر مسح کرے۔

مسئلہ: ایک شخص نے وضو کیا، پھر موزہ پہن لیا اس کے بعد اس کو جنابت (ناپاکی) پیش آ گئی، پھر اس کو اس قدر پانی ملا جو اس کو صرف وضو کے لئے کافی ہو سکتا تھا، غسل کے لئے کافی نہ تھا تو ایسا شخص وضو کرے اور اس وضو میں پاؤں دھوئے موزوں پر مسح نہ کرے، اور جنابت کے لئے تیمم (غسل کی نیت سے) کرے۔ (درمختار، ص ۳۷، ج ۳)

موزوں پر مسح کرنے والے کی امامت؟

مسئلہ: آنحضرت ﷺ نے موزوں پر مسح کر کے امامت فرمائی ہے، اس لئے مسح کرنے والے کی امامت میں کوئی شک نہیں ہے، (مظاہر حق، ص ۴۶۴، جلد اول وطہور المسلمین، ص ۳۷)

☆جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہوا سے ترجیح حاصل ہو گی☆

مسئلہ: سوتی اور اونی جرابیں معمولی جن میں شرائط جواز مسح موجود نہ ہوں، مسح کرنا درست نہیں ہے۔ اس کے (ایسے امام کے) پیچھے نماز صحیح نہیں ہوئی، اس کو نماز دہرانا چاہئے، جبکہ اس نے باوجود نہ موجود ہونے شرط جواز کے جرابوں پر مسح کیا ہے۔ بحرالرائق، ص ۱۹۲، جلد اول)

عرب میں موزے کی قسمیں:

عرب میں عام طور پر جرابوں پر چمڑا لگانے کی یہی دو صورتیں (۱) مجلد جس کے نیچے اور پورے قدم پر کعبین (ٹخنوں) تک چمڑا چڑھا دیا جائے (۲) منعل وہ کہ جس کے صرف تلے پر چمڑا چڑھا دیا جائے، رائج تھیں، اس لئے متقدمین کی کتابوں میں عموماً انہیں کا ذکر ہے۔ مگر بلادِ عجم، ہند، بخارا، سمرقند وغیرہ میں ایک تیسری صورت بھی رائج ہے وہ یہ کہ جراب کے تلے کے ساتھ نیچے اور ایڑی پر بھی چمڑا لگا دیا جائے۔ اور پورا قدم کعبین تک چمڑے میں چھپا ہوا نہیں ہوتا، لیکن شرح منیہ وغیرہ کی عبارات میں مجلد کی جو تعریف کی گئی ہے کہ چمڑا پورے قدم تک چھپا ہوا رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورتِ مروجہ ہندوستان وغیرہ مجلد میں داخل نہیں ہے اور منعل سے کسی قدر زائد ہے۔

الغرض ان تمام عبارات واقوال سے معلوم ہوا کہ ہمارے یہاں جو جرابوں کے تلے اور ایڑی پر چمڑا چڑھا دیا جاتا ہے، یہ باتفاق منعل ہے، مجلد میں داخل نہیں ہے اسی لئے بحرالرائق میں منعل کی یہ تعریف کی ہے کہ جس کا چمڑا پورے قدم پر کعبین تک نہ ہو وہ منعل ہے۔ (امداد المفتین، ص ۱۹۸، جلد اول)

دبیز اور باریک موزہ پر مسح کرنا:

کپڑے کے اعتبار سے جرابوں کی دو قسمیں ہیں۔ ثخین اور رقیق۔ ثخین اصطلاحِ فقہاء میں وہ جراب ہے جس کا کپڑا اس قدر دبیز، موٹا اور مضبوط ہو کہ اس میں تین میل بغیر جوتے کے سفر کر سکیں اور وہ ساق (پنڈلی) پر بغیر (گیٹس وغیرہ سے) باندھے ہوئے قائم رہ سکے، بشرطیکہ یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ اس کی ضخامت اور چرم کے موٹا ہونے کی وجہ سے ہو، نیز یہ کہ وہ پانی کو جلد سے جذب نہ کرے اور پانی اس میں نہ چھنے۔

الغرض ثخین کے لئے تین شرطیں ہیں۔ایک یہ کہ کم از کم تین میل (۴ کلومیٹر ۸۳۰ میٹر) بغیر جوتے کے صرف اس کو پہن کر سفر کریں تو پھٹے نہیں۔دوسرے یہ کہ ساق (پنڈلی) پر بغیر باندھے ہوئے قائم رہ جائے۔تیسرے یہ کہ اس میں پانی نہ چھنے اور جلدی سے جذب نہ ہو۔

اور جس جراب میں ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے وہ رقیق ہے۔

فائدہ: عباراتِ مذکورہ شامی ص ۲۴۳، جلد اول سے تخین کی تمام شرائط ثابت ہوگئیں اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جرابیں اونی ہوں یا سوتی، دونوں میں شرائط مذکورہ ضروری ہیں۔جس میں یہ شرائط موجود نہ ہوں وہ رقیق ہیں، اگرچہ اونی ہوں اور جس میں (شرائط) ہوں وہ ثخین ہے اگرچہ سوتی ہوں۔(شامی، ص ۲۴۸، جلد ا، ومنیت المصلی، ص ۴۲)

سوتی یا اونی موزہ پر مسح کرنا؟

جورب، سوت یا اُون کے موزوں کو کہتے ہیں، اگر ایسے موزوں پر دونوں طرف چمڑا بھی چڑھا ہوا ہو تو اس کو مجلد کہتے ہیں، اور اگر صرف نچلے حصہ میں چمڑا چڑھا ہوا ہو تو اسے منعل کہتے ہیں، اور اگر موزے پورے کے پورے چمڑے کے ہوں، یعنی سوت وغیرہ کا ان میں بالکل دخل نہ ہو تو ایسے موزوں کو "خفین" کہتے ہیں۔خفین، جوربین مجلدین اور جوربین ثخین پر باتفاق مسح جائز ہے۔ اور اگر جوربین مجلد یا منعل نہ ہوں اور رقیق ہوں یعنی ان میں ثخین کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں تو ان پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے، البتہ جوربین غیر مجلدین و غیر منعلین ثخین پر مسح کرنے کے بارہ میں اختلاف ہے، ثخین کا مطلب یہ ہے کہ ان میں تین شرائط پائی جاتی ہوں۔

۱۔ شفاف نہ ہوں، یعنی اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو پاؤں تک نہ پہنچے۔

۲۔ مستمسک بغیر استمساک ہوں (یعنی ٹخنوں پر کھڑے، چپکے رہیں)۔

۳۔ ان میں تتابع مشی ممکن ہو۔(یعنی ان موزوں کو پہن کر تین میل چلنا بلا تکلف ممکن ہو) ان پر مسح جائز ہے۔

لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ مسح علی الجوربین کا جواز درحقیقت تنقیح المناط (علت) کے طریقہ پر ہے یعنی جن جوارب میں مذکورہ تین شرائط پائی جاتی ہوں انکو خفین ہی میں داخل کر کے اُن پر جوازِ مسح

کا حکم لگایا گیا ہے ورنہ جن روایات میں مسح علی الجوربین کا ذکر ہے وہ سب ضعیف ہیں ورنہ کم از کم خبر واحد کے درجہ میں ہیں، جن سے کتاب اللہ پر زیادتی نہیں ہوسکتی، بلکہ اس کا جواز مسح علی الخفین کی احادیث متواترہ ہی سے تنقیح مناط کے طور پر ثابت ہوا ہے۔

حدیث متواتر وہ حدیث ہے جس کی سندیں بکثرت ہوں اور کثرت کے لئے کوئی تعداد متعین نہیں ہے۔ (تحفۃ الدرر، ص ۱۰)

حدیث مشہور وہ ہے جس کے راوی ہر طبقہ میں دو سے زائد ہوں، مگر تواتر کی تعداد سے کم ہوں یا اس سے علم یقینی بدیہی حاصل نہ ہو۔ (تحفۃ الدرر، ص ۱۱)

منعل موزہ کیا ہے؟

منعل نون کے سکون کے ساتھ ہے، منعل اس جراب کو کہتے ہیں جس کے صرف تلوے (نچلے والے حصہ) پر چمڑا لگایا گیا ہو، ٹخنوں پر لگا ہوا نہ ہو۔ (درمختار، ص ۴۰، جلد ۳ و امداد المفتین، ص ۱۹۶، جلد ۲)

موزہ کے منعل ہونے کا مطلب:

مسئلہ: موزہ کے منعل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس جراب کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو، اور پیچھے ایڑی پر اور ٹخنہ تک اور آگے پنجہ پر یعنی پشت قدم پر بقدر موزہ فرض مسح چمڑا لگانے کی فقہاء نے تصریح کی ہے اور وہ چمڑا نیچے اور پنجے و ایڑی پر سلا ہوا ہونا چاہئے۔

مسئلہ: جراب پر ویسے بلا چمڑے کے مسح درست نہیں ہے، لیکن اگر جراب منعل ثخین یا مجلد ہو تو اس پر مسح درست ہے جیسا کہ خفین یعنی چرمی موزہ پر درست ہے۔

منعل جرابوں پر مسح کا حکم؟

سوال: منعل جراب کی حد کیا ہے، عام دیسی جوتے کی طرح نیچے اور ایڑی پر چمڑا لگانا مراد ہے یا اور کچھ، نیز منعل جراب میں جس حصہ پر چمڑا نہیں اس کے لئے مضبوطی اور موٹائی وغیرہ کی کوئی شرط ہے یا کہ ہر قسم پر مسح جائز ہے؟

جواب: جوتے کے صرف تلے کے نیچے چمڑا ہو تو اس کو منعل کہا جاتا ہے، اگر اس سے زائد حصہ پر چمڑا ہو مگر پوری جراب پر ٹخنوں کے اوپر تک نہ ہو تو وہ بھی منعل ہی کے حکم میں ہے۔

(طحطاوی، ۱۴۰، جلد اول)

منعل جراب کا چمڑے سے خالی کپڑا اگر ایسا ثخین ہو کہ اس میں جوازِ مسح کی شرائط موجود ہوں تو ان پر بالاتفاق مسح جائز ہے اور عام سوتی کپڑا ہو تو بالاتفاق مسح جائز نہیں، اور اگر اونی کپڑا ہو اور دبیز (موٹا) ہو، اس میں جوازِ مسح کی شرائط موجود نہ ہوں تو ان پر جوازِ مسح میں متاخرین کا اختلاف ہے، عدم جواز قول الاکثر ہونے کے علاوہ احوط بھی ہے۔ (احسن الفتاویٰ، ص ۷۵، ۷۶، جلد ۲)

مسئلہ: معمولی سوتی جرابوں پر کسی حال میں مسح جائز نہیں ہے، نہ سادہ ہونے کی حالت میں نہ منعل ہونے کی حالت میں، نہ ایڑی اور پنجے اور تلے پر چمڑا لگانے کی حالت میں، البتہ پورے قدم پر یعنی ٹخنہ تک چمڑا چڑھا کر مجلد کر لیا جائے تو اس پر مسح جائز ہو سکتا ہے۔

مجلد موزہ؟

مسئلہ: مجلد وہ جراب ہے کہ جس کے نیچے اوپر چمڑا لگا ہوا ہو، تمام جراب پر چمڑا چڑھا ہوا ہو۔ (مکمل جراب، موزہ چمڑے کا ہو)۔ (فتاویٰ دارالعلوم، ص ۲۷۲، جلد اول و درمختار، ص ۴۰، ص ۳)

مسئلہ: مجلد جراب پر مسح جائز ہے۔

موزوں پر جرموق پہننے کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی نے ایسی دبیز جراب کے اوپر جو موزے ہی کے برابر ہو یا موزہ کے اوپر ایک اور موزہ پہن لیا ہو، اس طرح کہ دونوں موزے نرم کھال کے ہوں، یا موزہ کے اوپر جرموق پہن لی، جرموق ایک قسم کا پاپوش (جوتہ ٹائپ کا ہوتا) ہے۔ جو چمڑے کا ہوتا ہے۔ اور اس پاپوش کی مانند ہوتا ہے جو جوتے کے اوپر پانی اور کیچڑ سے حفاظت کے لئے پہنا جاتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں سب سے اوپر والی چیز پر مسح کر لینا کافی ہے جس کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

سب سے اوپر والے موزہ پر مسح کرنے کی تین شرائط صحت قرار دی ہیں۔

اول یہ کہ وہ کھال کا بنا ہوا ہو، اگر کھال کا نہیں ہے اور پانی اس موزے تک پہنچ جاتا ہے

جواس کے نیچے ہے تو کافی ہے اور اگر موزے تک نہیں پہنچتا تو صحت مسح کے لئے) کافی نہیں ہے۔ (جبکہ اوپر والے موزے میں شرائط مسح موجود نہ ہوں)۔

دوسرے یہ کہ اوپر والا موزہ ایسا ہو کہ فقط اُس کو پہن کر چلا پھرا جا سکے۔ اگر وہ ایسا نہ ہوتو اُس پر مسح کرنا صحیح نہ ہوگا۔

تیسرے یہ کہ وہ اوپر والا موزہ بھی اس طہارت (پاکی) کے بعد پہنا گیا ہو جس کے بعد نچلا موزہ پہنا گیا، بایں طور کہ وہ اوپر والے موزہ کو حدث لاحق ہونے وضوٹوٹنے) اور نچلے موزہ پر مسح کرنے سے پہلے پہن لیا گیا ہو۔ (کتاب الفقہ، ص ۲۲۹، جلد اول و در مختار، ص ۳۹، جلد ۳ و عالمگیری، ص ۶۴، جلد اول)

مسئلہ: اگر جرموق چوڑا ہے اس کے اندر ہاتھ ڈال کر موزہ پر مسح کر لیا تو جائز نہ ہوگا۔ (عالمگیری، ص ۶۴، جلد ۱، ومنیۃ المصلی، ص ۴۰)

نائلون کے موزوں پر مسح کرنا؟

سوال: ہمارے یہاں عرب ممالک سے آئے ہوئے یونیورسٹی اور کالج کے طلبہ نائلون کے موزوں پر مسح کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے جوتے پاک ہیں، بار بار کیوں موزے اتاریں۔ تو کیا نائلون کے موزوں پر مسح درست ہے؟

جواب: احادیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خفین پر مسح کیا اور خفین کا اطلاق محدثین اور فقہاء کے یہاں چمڑے کے موزوں پر ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر چمڑے کے موزے ہوں تو ان پر بلا کسی اختلاف کے مسح کرنا جائز ہے اور اگر چمڑے کے موزے نہیں ہیں بلکہ سوت یا اُون کے ہیں تو فقہاء کرامؒ نے ایسے موزوں پر جوازِ مسح کیلئے یہ شرطیں تحریر فرمائی ہیں کہ وہ ایسے دبیز، موٹے اور مضبوط ہوں کہ صرف ان کو پہن کر تین چلنا ممکن ہو۔

دوسرے یہ کہ پنڈلی پر بغیر باندھے (کپڑے وغیرہ کے موٹے ہونے کی وجہ سے) قائم رہ سکیں۔

تیسرے یہ کہ ان میں پانی نہ چھنے اور جذب ہو کر پاؤں تک نہ پہنچے۔ سوت (کوٹن) یا اُون کے ایسے موزے ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے، اس لئے کہ ایسے موزے چرمی (چمڑے کے موزے کے حکم میں آ جاتے ہیں۔

☆ تخصیص العام بالنیة مقبولة دیانة لا قضاء ☆

نائلون کے موزے اولاً تو دبیز موٹے نہیں ہوتے بلکہ مہین اور پتلے ہوتے ہیں ان کو پہن کر تین میل چلنا مشکل ہے، پھٹ جانے کا اندیشہ ہے، اور اگر نہ بھی پھٹیں، تب بھی ان میں یہ کمی ہے کہ اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو پانی جذب ہو کر پاؤں تک پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے ایسے نائلون کے باریک موزوں پر مسح کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں، ص ۲۵، جلد اول و شرح نقایہ، ص ۲۹، ج ۱)

صرف موزوں اور جوتوں کا پاک ہونا مسح کے جواز کے دلیل نہیں بن سکتی۔ موزوں کا پاک ہونا تو ہر حال میں ضروری ہے جس طرح کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔ مگر مسح کے جواز کیلئے پاک ہونے کے ساتھ ایسے موزے ہونا ضروری ہیں جن پر شرعاً مسح جائز ہے اور وہ یا تو چمڑے کے موزے ہیں یا ایسے اونی، سوتی موزے ہیں، جن میں مندرجہ بالا شرطیں پائی جائیں اور نائلون کے موزوں میں چونکہ وہ شرطیں نہیں پائی جاتیں، اسلئے ان پر مسح جائز نہیں، اگر مسح کیا جائے گا تو وہ مسح معتبر نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ، ص ۲۸۱، جلد ۴، وعلم الفقہ، ص ۷۶، جلد ۱، ونظام الفتاویٰ، ص ۱۷، ج ۱)

(عام موزوں پر جن میں مسح کی شرائط نہ پائی جائیں تو مسح درست نہ ہوگا اور جب مسح نہ ہوا تو نماز بھی نہ ہوگی۔

چوری اور غصب کردہ موزوں پر مسح کرنا؟

مسئلہ: ناجائز قبضہ کئے ہوئے یا چوری وغیرہ یا کسی اور ناجائز طریقے سے حاصل کئے ہوئے موزوں پر مسح کرنا صحیح ہے، اگر چہ اس کا پہننا حرام ہو، کیونکہ پہننا یا قبضے میں لینا حرام ہو تو یہ امر مسح کے صحیح ہونے کے منافی نہیں ہے۔ مثال ایسی ہے جیسے ناجائز طور پر حاصل کیا ہوا یا چوری کا پانی کہ اگر وہ پانی پاک ہے تو وضو کرنا صحیح ہے، اگر چہ ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو چوری اور مغصوب وغیرہ اشیاء کا استعمال ایسی عبادتوں میں جن کا مقصد تقرب الی اللہ ہو، درست نہیں جانتے، اُس کا سبب ظاہر ہے۔ (کتاب الفقہ، ص ۲۰۳، جلد اول)

مسئلہ: جو موزہ چھین کر پہنا گیا ہو، اس پر مسح کرنا جائز ہے، لیکن چھیننے کا گناہ الگ ہوگا، کیونکہ یہ کبیرہ گناہ ہے، لیکن جو اس پر مسح کر کے نماز پڑھے گا اُس کی نماز ہو جائے گی۔ جس طرح اس پیر کا وضو میں دھونا بالاتفاق ضروری ہے جو پیر قصاص (سزا) کی وجہ سے کاٹنے کا مستحق ہو،

☆ عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً مقبول ہوتی ہے نہ کہ قضاءً ☆

اس کو "مغصوب پیر" کہا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب شرعی جرم کی وجہ سے پاؤں کاٹنے کا حکم ہو گیا اور پھر وہ شخص بھاگ گیا، تو گویا کہ اس نے پاؤں کو زبردستی غصب کر لیا۔ یہ شخص جب وضو کرے گا تو وضو میں پاؤں دھوئے گا، تو یا یہ پاؤں حقیقتاً اس کا نہیں ہے، لیکن جب تک اس کے تصرف میں ہے اس کے دھونے کا حکم نافذ ہوگا۔ (درمختار، ص ۴۳، جلد اول)

بوسیدہ موزوں پر مسح کرنا؟

مسئلہ: جس موزہ پر مسح جائز ہے اگر وہ اتنا گھس جائے کہ بغیر جوتہ پہنے ہوئے چلنے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو اس پر مسح جائز نہیں رہتا۔

کیا بوٹ پر مسح جائز ہے؟

مسئلہ: بوٹ جوتہ (شو) جس میں ٹخنے تک پوری طرح پاؤں چھپا رہے، موزوں کا کام دے سکتا ہے تو مسح اس پر جائز ہے لیکن چونکہ چلنے میں نجس ہو جاتا ہے، اس کو ہر نماز میں نکالنا پڑے گا اور مسح ٹوٹ جائے گا، کچھ فائدہ نہ ہوگا، کیونکہ نکالنے اور اتارنے سے مسح کی مدت ختم ہو جاتی ہے)۔

مسئلہ: چونکہ بوٹ (شو) کے نیچے کا حصہ جو کہ زمین پر لگتا ہے پاک نہیں ہے تو اس پر مسح جائز نہیں اور اس بوٹ کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

عالمگیری کشوری باب الانجاس، ج ۱، ص ۴۲ و در ترمذی، ج ۱، ص ۳۳۵)

دستانے و عمامے پر مسح کرنا؟

مسئلہ: دستانوں پر مسح درست نہیں ہے، اسی طرح عمامہ (صافہ، پگڑی، ٹوپی اور برقعہ پر بھی مسح جائز نہیں ہے۔ (رکن دین، ص ۲۶، بحوالہ شرح وقایہ و عالمگیری، ص ۴۰، جلد ۱، و بہشتی زیور ص جلد ۱، بحوالہ ہدایہ، ص ۶۱، جلد ۱)

مسئلہ: کیونکہ یہاں (عمامہ، ٹوپی، برقعہ، دستانوں وغیرہ میں) کوئی مشقت اور تکلیف نہیں ہے کہ مسح کی اجازت دی جاتی، دوسری وجہ مسح کے جائز نہ ہونے کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مسح علی الخفین کا

ثبوت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافِ قیاس ہے لہٰذا موزے پر دوسری چیز کا قیاس درست نہ ہوگا۔ (درمختار، ج ۱، ص ۴۳، ومنیۃ المصلی، ص ۴۱)

سرد علاقہ میں مسح کا حکم؟

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسے برفستان (سرد علاقہ) میں ہے کہ وہاں اگر موزے نکالے جائیں تو سردی کی وجہ سے پاؤں بالکل بے کار ہو جانے کا قوی اندیشہ بہ ظن غالب ہو جائے تو ایسے وقت باوجود مدت ختم ہو جانے کے برابر اُس پر مسح کرتے رہنا جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ موزہ بحکم جبیرہ (پلاستر یعنی زخم کی پٹی پر مسح کرنے کے حکم میں) ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کی مدت مسح ختم ہوگئی لیکن وضو اس کا باقی ہے تو اس کو اختیار ہے کہ موزہ نکال کر صرف پاؤں دھو لے یا پورا وضو کر لے، لیکن پورا وضو دوبارہ کر لینا اولیٰ ہے۔ (شامی عن المنتقی، ص ۲۵۵، جلد اول وفتاوی دارالعلوم، ص ۲۱۱، جلد ۲، مع امداد المفتین، و درمختار، ص ۴۷، جلد اول)

مسئلہ: مدت مسح ایسے وقت ختم ہو جب کہ سخت ٹھنڈ ہو رہی ہو، جس میں موزہ کے اتارنے سے ظن غالب یہ ہو کہ پاؤں جاتا رہے گا (شل ہو جائے گا) تو اس وقت کیا کرے۔ اس صورت میں فقہاء کے دو فریق ہیں۔ ایک فریق کہتا ہے کہ مدت مسح کے ختم ہونے کے باوجود مسح نہیں ٹوٹے گا۔ دوسرا کہتا ہے کہ مسح ٹوٹ جائے گا، لیکن وہ مسح دوبارہ استیناف کرے (لوٹائے) اور یہ مسح علی الجبیرہ (پٹی پر مسح) کے طرز کا قرار پائے گا۔ (درمختار، ص ۴۷، جلد ۲)

مبطن موزہ پر مسح کرنا؟

چمڑہ چڑھانے کی ایک صورت منعل اور مجلد کے علاوہ اور بھی ہے یعنی مبطن جس کی صورت یہ ہے کہ جراب کے اندر کی جانب چمڑا لگا لیا جائے، حکم اس کا بھی وہی ہے جو مجلد و منعل کا ہے کہ اگر چمڑا پورے قدم پر مستوعب (یعنی پورے ٹخنہ تک ڈھکا ہوا چھپا ہوا ہو) تو بحکم مجلد ہے ورنہ بحکم منعل۔ (اور منعل موزہ پر مسح جائز نہیں)۔

☆اعمال الکلام اولی من اھمالہ☆ کلام پر عمل کرنا اسے مہمل چھوڑنے کی نسبت اولیٰ ہے ☆